خطبہ جمعہ

میرا خدا گواہ ہے کہ مجھے آپ سے سچی محبت ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا دکھ مجھے بے حد بے چین کرتا ہے

جلسہ سالانہ کے تعلق میں میزبانوں اور مہمانوں کے لئے نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

فرمودہ ۳۰؍جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۳۰؍وفا ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ. لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ . ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾۔

سنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ پر عمل پیرا تھے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ یہی وہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں ایک حدیث موجود ہے تو سب سے پہلے میں اس متعلقہ حدیث کا ترجمہ کرتا ہوں کیونکہ اس سے پھر خطبے کا وقت بچ جائے گا۔ حضرت ابوالدرداءؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے قول لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ تو نے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھا ہے جس کے بارے میں ایک شخص کے سوا کسی اور شخص کو سوال کرتے ہوئے میں نے نہیں سنا اور اس کو جواب دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس دنیا میں ان کی بشریٰ ایسی سچی خوابیں ہیں جو ایک مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کی خاطر کسی اور کو دکھائی جاتی ہیں اور آخرت میں ان کی بشریٰ جنت ہے۔

(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۴۴۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی تعلق میں فرماتے ہیں:

"وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے یعنی اللہ اور رسول کے تابع ہوگئے اور پھر پرہیزگاری اختیار کی ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا کی زندگی اور نیز آخرت میں بشریٰ ہے یعنی خدا تعالیٰ خواب اور الہام کے ذریعہ سے اور نیز مکاشفات سے ان کو بشارتیں دیتا رہے گا۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے جو ان کے لئے مقرر ہو گئی۔ یعنی اس کامیابی کے ذریعہ سے ان میں اور غیروں میں فرق ہو جائے گا اور جو سچے نجات یافتہ نہیں ان کے مقابلہ میں دم نہیں مار سکیں گے"۔ (جنگ مقدس روئیداد ۲۶؍مئی ۱۸۹۲ء)

اسی تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ان کے واسطے اسی دنیا میں بشارتیں نازل ہوتی ہیں اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہی ہمارا رب ہے اور پھر اس ایمان پر استقامت دکھلاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر فرشتے نازل کرتا ہے جو ان کو تشفی دیتے ہیں کہ تمہیں کوئی غم اور حزن نہیں پہنچے گا۔ خدا تعالیٰ کی شناخت کے واسطے یہ ایک بڑا طریق ہے کہ نشانات کا مشاہدہ کرایا جاوے جب ایک سلسلہ نشانات اور کرامات کو مدت دراز گزر جاتی ہے تو لوگ دہریہ مزاج ہو جاتے ہیں اور بیہودہ باتیں بناتے ہیں"۔ (البدر جلد ۶ نمبر ۳۔ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲)

پھر براہین احمدیہ حصہ سوم میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"ان کو اسی زندگی میں بشارتیں ملیں گی یعنی وہ خدا سے نور الہام کا پائیں گے اور بشارتیں سنیں گے جن میں ان کی بہتری اور مدح اور ثناء ہو گی جو خدا کی ان سچائیوں کو روشن کرے گا خدا نے جو وعدہ کیا ہے وہ سب پورا ہو گا اور کسی نوع کی تبدیلی واقع نہیں ہو گی۔ یہی سعادت عظمیٰ ہے کہ جو ان لوگوں کو ملتی ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱ حاشیہ نمبر ۱۱)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تیسری ان کی یہ نشانی ہے جو انہیں بشارتیں ملتی رہتی ہیں اس جہان میں بھی اور دوسرے جہان میں بھی۔ خدائے تعالیٰ کا ان کی نسبت یہ عہد ہے جو ٹل نہیں سکتا اور یہی پیار اور درجہ ہے جو انہیں ملا ہوا ہے یعنی مکالمہ الٰہیہ اور رؤیائے صالحہ سے خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندوں کو جو اس کے ولی ہیں ضرور حصہ ملتا ہے اور ان کی ولایت کا بھاری نشان یہی ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہوں"۔ ('ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات' صفحہ ۴۶، ۴۷۔ حاشیہ)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کو سچی خوابیں کثرت سے آتی ہیں جیسا ان کی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ وعدہ دے رکھا ہے اور فرمایا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا"۔

اس مضمون کا تعلق آئندہ جو خطبات ہیں ان سے بڑا گہرا ہے جسے آپ بکثرت خدا کے سچے بندوں کی تائید رؤیائے صالحہ کے ذریعہ دیکھیں گے اور یہ جو کثرت کے ساتھ سلسلہ پھیلتا چلا جا رہا ہے اس میں سچی خوابوں کا بہت گہرا تعلق ہے کچھ پہلے دکھائی جاتی ہیں جن کے نتیجے میں پھر لوگ آگے ایمان لاتے ہیں اور کچھ نئے ایمان لانے والوں کے دل کی تقویت کی خاطر ان کو سچی خوابیں دکھائی جاتی ہیں غرضیکہ یہ سلسلہ ہے جو اب بڑھتا اور پھیلتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کفار اور منکرین اسلام کو اس کثرت سے سچی خوابیں ہرگز نصیب نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ہزارواں حصہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ہماری ان ہزارہا سچی خوابوں کے ثبوت سے ہو سکتا ہے جن کو ہم نے قبل از وقوع صدہا مسلمانوں اور ہندوؤں کو بتلا دیا ہے اور جن کے مقابلے سے غیر قوموں کا عاجز ہونا ہم ابتداء سے دعویٰ کر رہے ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ طبع اول)

یہی مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف رنگ میں آگے بڑھایا ہے اور آج کے خطبہ میں چونکہ اس کا مرکزی حصہ بیان ہو گیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اب مختصراً میں آج کے جمعہ پہ آنے والے مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد انشاء اللہ پھر یہ جمعہ برخاست ہو گا۔ پھر انشاء اللہ ہم افتتاحی اجلاس کے لئے پھر اکٹھے ہونگے۔ استقلال اور ہمت، استقلال اور ہمت اور صبر یہ بار بار نصیحت

ہے جو دوہرائی گئی ہے۔ یہ خلاصۂ کلام ہے ان ساری تحریرات کا۔

ضمناً میں ایک بات یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ خطبات میں شہداء کے ذکر کا سلسلہ تو بند ہو گیا تھا یعنی خطبات میں میں نے جن کا ذکر کر دیا وہ اسی پر اکتفاء ہونی چاہئے تھی لیکن بعد کے بعض ایسے واقعات علم میں آئے جن کے متعلق مجھے افسوس ہوا کہ پہلے کیوں یہ نہیں بتائے گئے۔ وہ ایسے عظیم الشان واقعات ہیں جن کو ضرور خطبات میں داخل کرنا چاہئے تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اس بے ہوشی کے عالم میں ان کے عزیز بیٹھے رہے اور وقت پر مطلع نہ کیا اس لئے اب میں نے سوچا ہے کہ وہ اس لائق تو بہر حال نہیں ہیں کہ یہ جو مضمون اکٹھا چھپے گا اس سے الگ رہیں گے اس لئے اب انشاء اللہ تعالیٰ میں نے ہدایت کر دی ہے وہ جو اُن شہداء کے تذکرے ہیں ان کو مناسب جگہ یہ داخل کر لیا جائے گا اور نیچے نوٹ دے دیں گے کہ اگرچہ میں خطبات میں ان کو بیان نہیں کر سکا مگر یہ بھی واقعات ایسے ہیں جو حق رکھتے ہیں کہ اس چھپے ہوئے مضمون میں داخل ہوں اس سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ بھی مکمل ہو جائے گا۔

اب میں جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا **مختصر ہدایات میزبانوں کے لئے بھی** پیش کرتا ہوں اور **مہمانو ں کے لئے بھی**۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں سے عزت و اکرام اور محبت کا سلوک کرنا، مہمانوں کی بے لوث خدمت کرنا۔ یہ وہ جذبہ ہے جس سے انسان فطری طور پر سرشار ہوتا ہے اور اس میں تصنع اور تکلّف کا کوئی دخل نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی فطری جذبہ سے سرشار ہو کر دن رات مہمانوں کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کا گھر تھا کہ مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ جہاں تک توفیق ملی جب تک توفیق ملی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور وہی کھاتے تھے جو سب کھاتے تھے بعد میں بیماری کی وجہ سے مجبوراً آپ کو الگ کھانا کھانا پڑا لیکن اس میں بھی کوئی تکلف نہیں تھا اس لئے اس موقع پر ہم کوشش یہی کرتے ہیں کہ اس سنت کو جاری رکھا جائے لیکن اس میں ایک غلط فہمی بھی ہے جو دور ہو جانی چاہئے۔

جو معزز مہمان باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں بکثرت ان میں ایسے ہیں جو احمدی نہیں ہیں یا احمدی ہیں بھی تو کھانے کے معاملے میں احتیاط ضروری ہے کہ ان کے کھانے میں ان کے مزاج کے خلاف چیز داخل نہ ہو۔ اب یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت ہی تھی کہ جتنے بھی بیرونی مہمان آیا کرتے تھے حسب مراتب اور حسب مزاج جس حد تک ان کی خدمت ہو سکتی تھی کی جاتی تھی۔ اس لئے ہر احمدی جو اس جلسے میں شامل ہے وہ غلطی سے یہ نہ سمجھے کہ یہ خاص سلوک کیا جا رہا ہے بعض مہمانوں سے۔ خاص تو ہے مگر ایسا خاص ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اچھی طرح متنبہ رہیں عام کھانا تو ایک ہی پکے گا اور خصوصی کھانا ضرورت کے مطابق تقسیم ہو گا۔ بعض کشمیر کے علاقے سے آنے والے چاول پسند کرتے ہیں۔ بعض بنگال کے علاقے سے آنے والے چاول پسند کرتے ہیں ان کے لئے چاولوں کا بھی انتظام ہے۔ پس کوشش کی گئی ہے کہ ہر ضرورت جس طرح بھی ممکن ہے اسے پورا کیا جائے۔

اب جو انگلستان کے رہنے والے عام احمدی ہیں ان کو بھی چاہئے کہ ذوق و شوق سے نہ صرف مہمانوں کی خدمت کریں بلکہ جلسے میں بھی شریک ہوں۔ مہمانوں کی خدمت ان کو جلسے میں شرکت سے باز نہ رکھے۔ یہاں کی جماعت بہت خدمت کرتی ہے۔ بکثرت رشتے دار ہیں جو اپنے گھروں میں آ کے ٹھہرتے ہیں یعنی اپنے عزیزوں کے گھروں میں ٹھہرتے ہیں اور جلسہ سالانہ کا ایک ایسا منظر پیش ہوتا ہے کہ ایسا دنیا میں کہیں اور پیش نہیں ہوتا۔ اتنے مہمان کہ دروازہ کھولنے کی بھی طاقت نہیں، بھر جاتے ہیں اور جب وہ دروازے کو دھکیلتے ہیں تو مہمان کو اٹھنا پڑتا ہے تاکہ آنے والے کے لئے دروازہ کھولے لیکن اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزارہ ہوتا ہے اور جو اس کا مزہ ہے وہ گھر کے کھلے کمروں میں نہیں ہے۔ یہ لذت اٹھانے والے ہی جانتے ہیں اور پرانے زمانے میں بسا اوقات مجھے بھی اس کی توفیق ملا کرتی تھی لیکن اب حالات بدل چکے ہیں۔

بہر حال جو میزبان ہیں ان کو اپنے گھر اپنے دل کی فراخی کی طرح کھلے کرنے چاہئیں اور خدمت کرنی چاہئے لیکن جلسے سے محروم نہ رہیں کیونکہ مہمانی کا مقصد یہ تو نہیں کہ ان کو کھانا کھلایا جائے۔ اصل مہمانی کا مقصد ہے کہ روحانی مائدہ دیا جائے اور روحانی کھانا خود بھی کھائیں اور ان کو بھی کھلائیں۔

میزبانوں اور مہمانوں کے لئے عمومی نصیحتیں۔ ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں اپنا وقت گزاریں اور التزام کے ساتھ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔ فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ باہمی گفتگو میں دھیما پن ہو اور وقار ہو۔ تلخ گفتگو آپ کو بھی تکلیف دیتی ہے اور جس دل پر جا کے پڑتی ہے اس کو بھی تکلیف دیتی ہے۔ پس یاد رکھیں کہ دل سے تلخی کو نہ اٹھنے دیں۔ اگر ہے اور مجبوری ہے تو اس کو دبا جائیں خدا کی خاطر صبر اختیار کریں تو اس سے انشاء اللہ آپ بھی پاک صاف رہیں گے اور آپ کا ماحول بھی پاک صاف رہے گا۔ جلسہ کی کارروائی وقار کے ساتھ سننی چاہئے۔

نعروں پر کنٹرول ضروری ہے۔ اس دفعہ تو میں نے بہت غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ جو پرانا رواج تھا نعرہ تکبیر ایک طرف سے بلند ہوتا تھا اور ایک آدمی کہتا تھا نعرۂ تکبیر اور دوسرے کہتے تھے اللہ اکبر۔ میں نے غور کیا ہے نہ یہ رواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں تھا اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ثابت ہے۔ میں نے بڑے غور سے رجسٹر روایات کا اول سے آخر تک مطالعہ کیا ہے۔ ایک بھی شہادت نہیں ملی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک طرف سے ایک اٹھ کے کہا کرتا تھا نعرۂ تکبیر اور دوسری طرف سے آواز آتی تھی اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی آواز تو آ جاتی تھی مگر دبی دبی سی دلوں سے اٹھتی ہوئی آواز۔ جب ایک انسان مجبور ہو تو کہہ دیتا ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر تو اللہ اکبر کے بغیر تو ہماری زندگی ہی کوئی نہیں۔ یہ اللہ اکبر کی آوازیں جہاں تک ممکن ہے دبی زبان سے بلند کیا کریں۔ اگر بے اختیار ہو کر اللہ اکبر کی آواز بلند بھی ہو جائے تو اس سے کوئی شکوہ نہیں۔

منتظمین جلسہ کی اطاعت ضروری ہے اور اس اطاعت میں تعاون ہو۔ تلخی کی اطاعت نہ ہو کہ منہ بسور کے ہم اطاعت تو کر رہے ہیں، بس ٹھیک ہے مجبوری ہے۔ **ایسی اطاعت کریں کہ جس کی اطاعت کی جائے وہ خوش ہو جائے۔ وہ دیکھے کہ اس کو کوئی فضیلت نہیں ہے پھر بھی خدا کی خاطر آپ اس کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ یہ ہے وہ اطاعت جو احمدیت کی سچی اطاعت کی روح ہے**۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس جلسے میں آپ اس روح سے بھی کام لیں گے۔ انشاء اللہ۔

صفائی تو مومن کی ذات کا حصہ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صفائی پر اتنا زور دیا ہے کہ ظاہری صفائی میں دیکھا نہیں آپ نے، وضو اور اس سے پہلے کے احکامات اور تفصیلی احکامات، کثرت کے ساتھ صفائی کا حکم ہے جس کی کوئی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی اور اس صفائی کا اندرونی صفائی سے گہرا تعلق ہے۔ **پس اگر دل کو پاکیزہ کرنا چاہتے ہیں تو بدن کو بھی پاکیزہ رکھیں** اور لوگوں کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ کو بھی پاکیزہ رکھیں۔ دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہی نصیحت تھی کہ آنے والوں کے لئے گھر کو پاک صاف رکھو۔ پس آپ بھی اپنے ماحول کو ہر پہلو سے پاک و صاف رکھیں۔

اب ایک چیز ہے جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ کھانا ضائع نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے ہمیشہ کے لئے کہ خدا کے رزق کی قدر کریں۔ پانی کی بھی اور کھانے کی بھی۔ میں نے بارہا سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اگر انگلستان میں یہ بات جاری ہو چکی ہوتی، پانی کا ضیاع نہ ہوتا اور کھانے کا ضیاع نہ ہوتا تو جو اس وقت پانی اور کھانے پر خرچ ہو رہا ہے اس کے باوجود پولیوشن (Polution) سے نجات نہیں مل رہی۔ اس سے بہت کم خرچ یہ، دسویں حصے پانی کے خرچ پر اور دسویں حصے غذا پر ہمارے انگلستان کے رہنے والے بہت اعلیٰ درجے کا گزارہ کر سکتے تھے مگر ان کو وہ رسول نصیب نہیں جو ہمارا رسول ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

کھانے کی مارکیوں میں کھانے کے بعد ایسے برتن ڈسٹ بن (Dust Bin) میں ڈالے جاتے ہیں جو استعمال ہو چکے ہوں اور ان کو دوبارہ استعمال میں نہیں لایا جاتا نہ وہ اس غرض کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس صورت میں میں نہیں جانتا کہ منتظمین کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر وہ پسند کریں کہ وہ خود ہی یہ برتن اٹھا اٹھا کر ڈسٹ بن میں ڈالیں تو یہی ٹھیک ہے اور اگر وہ سمجھیں کہ مہمان خود اپنے برتن ڈسٹ بن میں ڈالیں تو ان کی ہدایت پر عمل کریں۔

غضِّ بصر اور پردہ کا خیال رکھیں۔ بعض خواتین جو کسی وجہ سے چہرہ نہیں ڈھانکتیں ان کا لباس اور انداز ہی ان کے لئے پردہ کا کام کرتا ہے۔ بعض عورتیں جو چہرہ نہ ڈھانک سکیں ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ سرخی پاؤڈر لگا کر اور بناؤ سنگھار کر کے سرِ عام پھریں۔ پس اس بارے میں ہمیشہ میں نصیحت کرتا ہوں اور پھر اس کو دوبارہ دوہرا رہا ہوں کہ جب ایسی خواتین پر نظر پڑتی ہے تو بہتر یہی ہے

کہ خواتین سے کہیں کہ وہ ان کو مل کر سمجھائیں۔ مرد کا پھر عورت کو مخاطب کر کے سمجھانا جائز نہیں ہے اور اس ضمن میں دراصل یہاں کی لجنہ کا کام ہے کہ ایسی خواتین جو بے پردہ بھی ہیں اور بناؤ سنگھار بھی بہت کھلا کیا ہوا ہے ان میں سے بہت سی ہیں جو غیر احمدی ہوتی ہیں اور اس کی وجہ سے آنے والوں کو فرق تو پتہ نہیں چلتا وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے احمدیوں کا پردہ اور واپس جا کے پھر مجھے خط ملتے ہیں کہ ہم نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں۔ احمدی بھی ہونگی ان میں لیکن لجنہ کا کام ہے کہ وہ پیار اور محبت سے ان کو سمجھائیں۔ امید ہے انشاءاللہ تعالیٰ اس سے ہر قسم کے مہمانوں کو بھی فائدہ ہوگا اور میزبانوں کو بھی۔

اگر نماز اور جلسے کے دوران کوئی بچہ روئے تو اس کو فوراً الگ لے جانا چاہئے اور غالباً اس دفعہ پہلے کی طرح یہ بھی انتظام ہے کہ وہ عورتیں جو بچوں والی ہیں ان کے لئے الگ مارکی موجود ہے اگر کوئی بچہ روئے تو اس کو اس مارکی میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

غسل خانوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ بہت سے پاکستانی ایسے آنے والے ہیں جن کو یہاں کے جو غسل خانے ہیں ان کی واقفیت نہیں ہے اور یہ بھی نہیں کہ بہت سی چیزیں Dispose کرنے والی ساتھ جو برتن پڑا ہوتا ہے اس میں پھینکنی چاہئیں ٹائلٹ کے اندر نہیں پھینکنی چاہئیں کیونکہ اس کے نتیجے میں پھر ٹائلٹ بلاک ہو جاتا ہے اور ہر آنے والے مہمان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں گے۔

لندن میں گاڑیاں پارک کرتے وقت خاص توجہ کی ضرورت ہے یہاں جو پارکنگ ہو رہی ہے وہ تو آپ کو پتہ ہی ہے معاونین آپ کو سمجھا دیں گے۔ آپ ان سے تعاون کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے انشاء اللہ۔ لیکن لندن میں یہ مشکل ہے کہ بعض گھروں کے سامنے اپنی گاڑیاں پارک کر دیتے ہیں جس سے ہمسایوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہرگز کسی کو تکلیف نہیں دینی، کسی کا رستہ نہیں روکنا، کسی کے رستے میں گاڑی نہیں کھڑی کرنی۔ اگر مجبوراً گاڑی پارک کرنے کی وہاں جگہ موجود نہ ہو تو بے شک دور کریں وہاں سے پیدل آجائیں مگر اپنی سہولت کی خاطر گاڑی لوگوں کی تکلیف کا موجب نہ بنے۔

مہمانان کرام کو اور باتوں کے علاوہ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ غیر ممالک سے آنے والوں کی تعداد عموماً پانچ چھ ہزار ہوا کرتی ہے لیکن اطلاعات کے مطابق اس سال جرمنی ہی سے آنے والوں کی تعداد چھ ہزار کے قریب بتائی جارہی ہے۔ سب کی سہولت اور آرام کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ اگر محدود جگہ اور محدود کھانے پینے کی سہولت کی وجہ سے حسب منشاء کسی کا انتظام نہ ہو تو خوشی سے برداشت کریں۔ یہ بھی للہی صبر ہے اور اس کی اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں جزا دے گا۔ چند دن کی بات ہے یہ گزر جائیں گے پھر خیریت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اس جلسے کے تذکرے بھی ساتھ واپس لے کے جائیں گے۔ اور اگر انتظامات میں کوئی کمزوری دیکھیں تو آپس میں تذکرہ نہ کیا کریں متعلقہ منتظم کو توجہ دلانا ضروری ہے۔ اور یہ آپ کا احسان ہوگا کہ آپ بروقت متعلقہ منتظم کو توجہ دلا دیں۔

جو احباب جلسے کا ویزہ لے کر آتے ہیں اور جلسے کے تعلق میں ان کو حکومت کی طرف سے ویزہ دیا جاتا ہے یعنی برٹش گورنمنٹ کی طرف سے وہ یاد رکھیں کہ اس میں کوئی دھوکہ جائز نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم نے تو کہا ہی نہیں تھا جلسے کا انہوں نے خود ہی دے دیا۔ یہ غلط ہے۔ صرف بہانہ سازی ہے۔ جلسے کے دنوں میں ان کو پتہ ہے کہ جلسے کی خاطر لوگ آتے ہیں اور ان کا واپس جانا ضروری ہے تو اس میں ہجرت کا تو کوئی معنی نہیں۔ یہ ہجرت نہیں بلکہ گناہ ہے کہ روزی کمانے کی خاطر، دوسری ضرورتوں کی خاطر آپ حکومت سے استفادہ کرتے وقت حکومت کی اپنی ضرورتوں کو نظرانداز کریں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہئے۔ ایک بھی نہیں ہونا چاہئے۔ واپس جاتے ہیں واپس جائیں اور پھر اللہ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے پھر کوئی بہتر صورت بنا دے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھ کر اب اس خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

"ہر یک صاحب جو اس للہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو"۔

بہت عظیم کلام ہے "تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو"۔ یعنی خدا ہی ان کے پیچھے ان کے کاموں کا نگران ہو۔ ان کے رہنے والوں کی حفاظت فرمائے۔ تو بعض دفعہ خدا کا خلیفہ ہوتا ہے، بعض دفعہ خدا خلیفہ بن جاتا ہے۔ یہ بہت ہی گہرا عارفانہ نکتہ ہے۔

"اے خدا، اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"۔ (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۲)

آخر پر ایک دفعہ پھر وہ تاکید کرنی چاہتا ہوں جو بار بار کر چکا ہوں۔ اللہ آپ کو خیریت سے لایا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ کسی کو سفر کے دوران کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہوگا۔ اب واپسی پر بھی پوری احتیاطوں سے آپ جائیں ایک ایک وجود آپ کی کار پر سفر کرنے والا اس بات کا نگران رہے کہ طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں اٹھایا جا رہا۔ نیند آتی ہے تو ایک جگہ کار کھڑی کریں اور وہاں آرام سے سو جائیں اور جو نصیحتیں آپ کو کار کے سامنے لگانے کے لئے دی جاتی ہیں ان کو سامنے رکھا کریں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے مجھے آپ سے سچی محبت ہے۔ میرا خدا گواہ ہے کہ مجھے آپ سے سچی محبت ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا دکھ مجھے بے حد بے چین کرتا ہے۔ پس خدا کے لئے میری بے چینی کی خاطر ہی یہ احتیاطیں برتیں یہ آپ کا مجھ پر احسان ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اب میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔